پارہ 9 قَالَ الْمَلَأُ کے نمایاں مباحث

- **جزیرۃ العرب کی 16 اقوام کا تذکرہ**۔ جنھیں اللہ سبحان وتعالیٰ نے تکذیب کے جرم میں نیست ونابود کر دیا۔ ان کا ذکر ایک ایک کرکے بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ دراصل کہنا کسی کو اور سنانا کسی اور کو، جیسی بات ہے (سرِ دلبراں در حدیث دیگراں) - ان قوموں کے انجام اور واقعات کو کفار مکہ پہ چسپاں کیا جارہا ہے کہ تمہارے پاس بھی ویسا ہی ایک رسول (ﷺ) آیا ہے۔ وہی پیغام لایا ہے جو ان قوموں کے پیغمبر لائے تھے تمھارا رویہ بھی وہی تکذیب کا رویہ ہے جو ان قوموں کا تھا، تمہارا انجام ان سے مختلف کیسے ہو سکتا ہے؟
- **ایمان اور تقویٰ**۔ دو ایسی نعمتیں ہیں جن کی بدولت زمین اور آسمان سے برکتوں کے دروانے کھل جاتے ہیں (وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔۹۶)، لوگوں کو غلط فہمی کہ اگر دین پر چلیں تو دنیا خراب ہو جاتی ہے (البتہ ایسا نہ کرنے پر دین اور دنیا دونوں کا خسارہ ہے)
- **موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ**۔ 69 آیات میں 7 رکوعوں پر پھیلا ہوا۔ (قرآن مجید کے اس قصے کا سب سے طویل حصہ یہاں پر)
- **قصے کے اسباق**۔ ۱- قوم موسیٰ کو صبر کی تلقین، قوموں کی زندگی میں مشکل حالات آتے ہی ہیں، اللہ سے مدد مانگو، ۲- فرعون اور اس کے لاؤلشکروں کے سامنے تمھاری کم مائیگی اور بے سروسامانی سے تمھیں آزردہ نہ ہونا چاہیے۔ اللہ کے سامنے عددی برتری اور سازوسامان کی بہتات کی کوئی حثیت نہیں ۳- اللہ جسے چاہتا ہے زمین عطا کر دیتا ہے۔ ۴- نبی کا مشن۔ لوگوں کو لوگوں کی غلامی سے نجات دلا کر اللہ کی بندگی میں لانا، ۵- ایمان جب دل میں اتر جائے تو پھر دنیا کی کوئی قوت، کوئی لالچ، کوئی ترغیب اس پہ اثر نہیں کر سکتی، جادوگروں نے اپنے ایمان کے اعلان کے بعد اپنے ہاتھ پاؤں کٹوانا، سولی پہ چڑھنا گوارا کر لیا لیکن ایمان سے پھرنا قبول نہیں کیا۔ ۶- حق کے مقابلے میں لاؤلشکر کام نہیں آتے، اللہ نے فرعون اور اس کے لشکروں کو سمندر میں غرق کر دیا ۷- جادوگروں کے جادو کی حقیقت، نظربندی اور اشیاء کو ان کی اصلیّت کے خلاف ظاہر کرنے کے سوا کچھ نہ تھی، ۸- اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی مدد فرماتا ہے، اہلِ حق جب اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت واعانت کے حق دار ٹھہرتے ہیں
- **زمین میں تمکن**- استخلاف فی الارض (زمین میں خلافت عطا کرنے) کے اصل مقصد کی یاددہانی کرائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو مٹاتا اور دوسری کو عروج واقبال بخشا ہے تو صرف یہ دیکھنے کے لیے کرتا ہے کہ اقتدار کی وراثت پا کر یہ قوم کیا رویہ اختیار کرتی ہے؟ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٢٩﴾ جو لوگ اللہ سے ایک الگ خطہ زمین / ملک مانگیں اور اللہ انہیں وہ عنایت کر دے کیا اُن پر فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (پھر وہ دیکھے گا کہ تمہارا طرزِ عمل کیا ہے) کا اطلاق نہ ہو گا؟
- **بنی اسرائیل کے لیے دستور حیات کا انتظام** کسی قوم کے لیے دستور حیات اور کتاب شریعت کی ضرورت کھانے پینے کی ظاہری اور مادی ضرورتوں سے کہیں بڑھ تاکہ وہ قوم پاکیزہ تعلیمات کی روشنی میں اللہ کی رضا اور پاکیزہ زندگی گزار کر دارین کی سعادت و سرخروئی سے سرفراز ہو سکے (خروج کے بعد پہلی چیز موسیٰؑ کو کتاب وشریعت کا عطا کیا جانا)
- **سامری کا بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت میں لگا دینا**- سامری نے یہ کام موسیٰؑ کی محض ۴۰ دن کی غیر حاضری میں کر لیا (جب اللہ کے ایک اور پیغمبر ہارونؑ ان کے درمیان موجود تھے)، عام انسانوں (عوام) کی اکثریت بالعموم ایمان، یقین، عقلِ سلیم، اور بصیرت سے بے بہرہ ہو کر پروہتوں، سادھوؤں، پجاریوں، پیروں، گدی نشینوں، شعبدہ بازوں اور لیڈروں کے سحر میں گرفتار رہی ہے- کچھ عجائبات، کمالات، متحیر کرنے والے کچھ کرتب، بزرگی وبڑائی کے کچھ بناوٹی ہالے، لچھے دار گفتگو، پر اثر شخصیت... میں سے کچھ اگر میسر ہو تو سوچ وفکر سے ماوراء، علم ویقین سے بے بہرہ عوام کالانعام کی اکثریت اندھی پیروی وعقیدت کے لیے تیار رہتی ہے (إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا)
- **اہل سبت کی نافرمانی** - بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ کا ہفتے کے دن مچھلیاں پکڑنا۔ اللہ کی نافرمانی بطور سزا انہیں بندر بنا دیا گیا۔
- **اہل سبت کے قصے کے اسباق** 1۔ اللہ کی نافرمانی اس کے عذاب کو دعوت دیتی ہے 2۔ اس عذاب سے صرف وہی محفوظ جو اس نافرمانی کے خلاف عملاً اقدام کرتے ہیں۔ اس سے منع کرتے ہیں۔ نیوٹرل رہنے والے عذاب میں شامل 3۔ حرام میں پڑنے سے حلال کے راستے بھی مسدود ہوتے چلے جاتے ہیں 4۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا گناہوں اور عذاب سے بچنے کا سبب ہے ۵- معاشرے کی اصلاح (امر بالمعروف اور نھی عن المنکر) کیلئے جدوجہد کرنا سب پر فرض ہے
- **اللہ کی اطاعت ذریعہ سرفرازی اور اس کے حکم سے سرتابی باعث سزا**- بنی اسرائیل کو بتایا گیا کہ اگر اللہ کے احکام کی اطاعت وپیروی کریں گے تو وہ ان کی خطاؤں کو بخش دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ محسنین کو اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ آیت ۱۶۱ (کیا یہ وعدہ امتِ مسلمہ کے لیے نہیں ہے؟)
- **بنی اسرائیل پر تاقیامت عذاب مسلط رکھنے کی پیشگوئی** (۱۶۷)- ذلت، مسکنت اور رسوائی کی ایسی شدید اور طویل سزا! آخر کیوں؟ امتِ مسلمہ کے لیے لمحۂ فکریہ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کسی کام پر عزت افزائی، اس کا فضل اور کوئی بڑا انعام رکھا جاتا ہے تو اس کام کو نہ کرنے کی سزا بھی اتنی ہی بڑی ہو گی، جس قوم کو حاملِ کتاب بنایا گیا، اللہ تعالیٰ نے دنیا کی امامت ورہنمائی ان کے سپرد کی، غیر معمولی انعامات سے نوازا، اگر وہ اللہ کی نافرمانی کرے، اس سے سرکشی کرے، دین کے نام پر بے دینی کرے اور وہ فریضہ جو ان کے سپرد کیا گیا اس کو فراموش کر دے تو کیا منصبِ فضیلت سے محرومی، اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا کے علاوہ وہ قوم کسی اور چیز کی سزاوار ہے؟

- آپ ﷺ کے مشن کے 6 نکات اور ان کی وضاحت: 1۔ امر بالمعروف 2۔ نہی عن المنکر 3۔ طیبّات کی حلت 4۔ خبائث کی حرمت 5۔ عقائد اور اوہام کے بوجھوں سے نجات دلانا، 6۔ سماجی اور معاشی ظلم واستحصال سے انسان کو نجات دلانا
- اللہ کی آیات سے بغاوت- ایک شخص (بلعم بن ماعورا) کی مثال- اللہ نے علم دیا کہ وہ بلندی اختیار کرے لیکن دنیادار اور مادہ پرست انسان دین حق کی نعمت پاچکنے کے بعد پھر اس کا تارک ہو گیا، اس کی مثال ایک ایسے کتے سے دی گئی ہے جس کی نہ بجھنے والی حرص، نہ سیر ہونے والی نیت اور وہ ایک شہوت زدہ جانور ہے
سنتِ الٰہی: جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات سے نوازا، اگر وہ ان آیات کی قدر کریں گے تو ان کے ذریعے سے انھیں دین و دنیا کی سرفرازی حاصل ہو گی اور ان سے گریز کرکے اپنی خواہشات کے غلام ہو کر رہ جائیں گے تو انھی کے حوالے کر دیے جائیں گے
- اللہ کی آیات کے منکرین کی مثال چوپاؤں کی سی، لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا، وہ دل آنکھوں اور کانوں سے کوئی کام نہیں لیتے
- اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرو- جو لوگ کتاب کی پابندی (تمسک) کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں، اللہ ان کا اجر ضائع نہیں کرتا کتاب کے تمسک (اس کو مضبوطی سے پکڑنے) سے مراد یہ ہے کہ اس کتاب کو زندگی کا راہنما بنایا جائے جس طرح عبادت کرتے ہوئے یہ کتاب راہنمائی کرے اسی طرح معاشرت، معیشت، تعلیم، سیاست، تفریح، حکومت، معاملات، آدابِ زندگی غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں کبھی اس کے ماننے والے اسے اپنے سے علیحدہ نہ کریں

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ

- انفال- نفل کی، بمعنی جمع اضافی، اس سے مالِ غنیمت (spoils of war) مراد ہے {مدنی۔ جنگ بدر 2ھ کے بعد نازل ہوئی۔ جنگ بدر پر تبصرہ۔ کمزوریوں کی نشاندہی، فتح کے حقیقی اسباب، اسلامی مملکت کے دستور کی اساسی دفعات
- سورت کے مضامین میں: ۱- مسلمانوں کو ہدایت- اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اطاعت کریں، سمع واطاعت کے نظام پر عمل کریں۔ ۲- مسلمانوں کو تقویٰ وتوکل کی اعلیٰ اخلاقی تعلیم- سمع واطاعت، صبر، استقامت اور مضبوط باہمی نظم کی ہدایت- ان سے ہی مسلمانوں کا رعب قائم ہو گا اور وہ اللہ کی مدد اور نصرت واعانت کے مستحق ٹھہریں گے۔ ۳- فلسفۂ جہاد، جہاد کے آداب، جہاد کی ترغیب، جہاد کی فضیلت ۴- جہاد کا مقصد بتایا گیا کہ اس کے ذریعے سے فتنہ وفساد کا خاتمہ ہے۔ یہ ایک ناگزیر اجتماعی ضرورت ہے ۵- قانون صلح جنگ کے بارے میں جامع ہدایات، اسلامی ریاست کے دستور کی اساسی دفعات ۶- باہمی نزاعات واختلافات کے برے نتائج سے خبرداری، ۷- جہاد کرنے کی تیاری اور رباط کا حکم- ۸ فتح کے نتیجے میں آنے والے اموالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں ہدایات
- اموالِ غنیمت اور جنگی احوال کی اصلاح ان اصلاحات میں جنگ سے متعلق اخلاقی اصلاح (جنگ کا مقصد) اور جنگ سے متعلق انتظامی اصلاح (اموال/غنائم کا ضابطہ) شامل
- تقویٰ اور آپس کے معاملات کی اصلاح مسلمانوں کی اجتماعی شیرازہ بندی کی بنیاد ہیں (فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ)
- حقیقی مومنین کے پانچ اوصاف: ۱- خشیت الٰہی، ۲- صفت ایمان میں ترقی، ۳- توکل علی اللہ، ۴- اقامت صلوٰۃ۔ ۵- انفاق فی سبیل اللہ
- غزوۂ بدر کے مختلف پہلوؤں اور حصوں کا ذکر- جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور احسانات، اللہ نے تمام ناموافق حالات کو موافق حالات میں بدل دیا
- جنگ کے قوانین اور احوال کی رہنمائی بھی دیگر انسانوں کے اجتماعی ومادی مسائل اور امور کی طرح دینِ اسلام نے فراہم کی (کوئی گوشۂ زندگی اسلام کی رہنمائی سے خالی نہیں- ایمان والوں کو اسی الٰہی ہدایت کا پاس ہونا چاہیے)
- پیش آمدہ مشکل/جنگی حالات کے بارے میں معلومات، تبادلۂ خیال، مشاورت، فکری ہم آہنگی اور اتفاق رائے کی سعی وکوشش اجتماعی نظم وضبط کا نبوی قرینہ ہے
- دشمنوں سے جنگ میں بھروسہ اور توکل صرف اللہ پر ہونی چاہیے، صرف وہی ذات مدد واستعانت کے قابل۔
- دنیا میں وقوع پزیر ہونے والے واقعات کے فوری، تدریجی یا تاخیری اسباب بظاہر کچھ بھی ہوں ان سب کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی منشاء ہے
- اسباب اختیار کرنے کا حکم، لیکن ان کو موثر کرنا، ان میں تاثیر ڈالنے والی ذات اللہ کی۔ اس لیے اسباب اختیار کرنے کے باوجود بھروسہ اسباب پر نہیں، اللہ پر ہونا چاہیے
- اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمان برداری ایمان کا تقاضا اور اسلامی عقائد اور طرزِ زندگی کا سنگ بنیاد ہے
- فرامین خدا اور رسولؐ کا سننا اور پھر نہ ماننا، ان پہ عمل نہ کرنا- یہود کی بیماری (وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾.....)
- مسلمانوں کی ایک اجتماعیت پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی احسانات کا تذکرہ - اللہ نے تمہیں دشمنوں میں نکال کر ایک جائے پناہ (زمین کا ٹکڑا) دیا (کہ جو اسلام کا نظام حیات اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے، کرو اس کا تجربہ اس سرزمین پر)، اس نے تمہیں سہارا دیا، اپنے پاؤں پہ کھڑا ہونے کے لیے، ایک طاقتور دشمن کے مقابل تمہاری مدد فرمائی، تمہارے لیے پاکیزہ معاش ومعیشت کی راہیں کھولیں (اس کا اطلاق اہل پاکستان پر! اقلیت میں تھے، اللہ نے الگ زمین کا ٹکڑا عطا کیا، سہارا دیا، وسائل/رزق دیا- پھر؟؟